مذہب جعفریہ

<?xml encoding="UTF-8">

شیعہ

شیعہ، اہل سنت کے بعد دین اسلام کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ شیعوں کے مطابق پیغمبر اکرمؐ نے خدا کے حکم سے حضرت علیؑ کو اپنا بلافصل جانشین اور امام مقرر فرمایا۔ امامت شیعہ مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے جو اس مذہب کو دوسرے اسلامی فرقوں سے ممتاز بناتا ہے۔ شیعوں کے مطابق امام کو خدا معین کر کے پیغمبر اکرمؐ کے ذریعے تعارف کراتا ہے۔

زیدیہ کے علاوہ شیعوں کے تمام فرقے امام کو معصوم سمجھتے ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں کہ مہدی موعود ان کے آخری امام ہیں جو اس وقت غیبت میں ہیں اور ایک دن دنیا میں عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے ظہور فرمائیں گے۔

حسن و قبح عقلی، اَمر بَینَ الاَمرَین، تمام صحابہ کی عدالت کا قائل نہ ہونا، تقیہ، توسل اور شفاعت شیعوں کے بعض مخصوص اعتقادات ہیں۔

شیعہ مذہب میں بھی اہل سنت کی طرح شرعی احکام کے استنباط کے منابع قرآن، سنت، عقل اور اجماع ہیں۔ البتہ اہل سنت کے بر خلاف شیعہ پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ ساتھ ائمہ معصومین کی سنت کو بھی حجت سمجھتے ہیں۔

شیعوں کے اہم فرقے امامیہ، اسماعیلیہ اور زیدیہ ہیں۔ ان میں امامیہ فرقہ شیعوں کی اکثریت پر مشتمل ہے۔ امامیہ بارہ اماموں کی امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں جن میں سے آخری امام، مہدی موعودؑ ہیں جو اس وقت غیبت میں ہیں۔

اسماعیلیہ مذکورہ بارہ اماموں میں سے چھٹے امام یعنی امام صادقؑ تک کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے بعد آپؑ کے بیٹے اسماعیل اور ان کے بیٹے محمد کی امامت کے قائل ہیں اور انہی کو مہدی موعود سمجھتے ہیں۔

زیدیہ امام کو کسی خاص عدد میں منحصر کئے بغیر اس بات کے معتقد ہیں کہ حضرت زہرا(س) کی اولاد میں سے جو بھی عالم، زاہد، شجاع اور سخاوتمند ہو اور قیام کریں تو وہ امام ہوگا۔

آل‌ادریس، طبرستان کے علوی، آل بویہ، یمن کے زیدی، مصر کے فاطمی، اسماعیلیہ، سبزوار کے سربداران، صفویہ اور جمہوری اسلامی ایران تاریخ میں شیعہ حکومتیں گزری ہیں۔

پیو ریسرچ سینٹر(Pew Research Center) کی 7 اکتوبر 2009ء کی رپورٹ کے مطابق دنیا کی مسلم آبادی کا 10 سے 13 فیصد شیعہ ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق شیعوں کی کل آبادی 154 میلین سے 200 میلین تک ہے۔ شیعوں کی اکثریت ایران، عراق، پاکستان اور ہندوستان میں آباد ہیں۔

اجمالی تعارف

شیعہ مسلمانوں کے اس فرقے کو کہا جاتا ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں پیغمبر اسلامؐ کے بعد حضرت علیؑ کو آنحضرتؐ کا بلافصل جانشین اور خلیفۃ المسلمین مانتے ہیں۔[1] شیخ مفید کے مطابق لفظ شیعہ جب الف اور لام کے ساتھ آئے ("الشیعة") تو اس سے مراد فقط اور فقط امیرالمؤمنین حضرت علیؑ کے پیروکار ہیں جو پیغمبر اکرمؐ کے بعد حضرت علیؑ کو بلافصل امام اور خلیفۃ المسلمین سمجھتے ہیں۔[2] [یادداشت 1]اس کے مقابلے میں اہل سنت کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے اپنا جانشین مقرر نہیں فرمایا تھا اس بنا پر مسلمانوں نے بطور اجماع ابوبکر کی بیعت کر کے انہیں رسول کا جانشین اور مسلمانوں کا خلیفہ بنایا ہے۔[3]

معاصر مورخ رسول جعفریان کے مطابق ظہور اسلام کے بعد کی ابتدائی صدیوں میں لفظ شیعہ اہل بیتؑ کے ماننے والوں اور عثمان پر حضرت علیؑ کو مقدم سمجھنے والوں پر بھی اطلاق ہوتا تھا۔[4] اصطلاح میں پہلے گروہ کو اعتقادی شیعہ[یادداشت 2] جبکہ آخری گروہ کو مودتی شیعہ (دوست‌دار اہل بیت) کہا جاتا ہے۔[5]

لفظ شیعہ لغت میں پیروکار، دوست اور گروہ کو کہا جاتا ہے۔[6]

شیعہ تاریخ کے آئینے میں

شیعہ کے عنوان سے ایک گروہ جو حضرت علیؑ کے پیروکار اور آپ کو پیغمبر اکرمؐ کا جانشین سمجھتا تھا، کی پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں بعض کہتے ہیں کہ خود پیغمبر اکرمؐ کی حیات مبارکہ میں ایک گروہ شیعہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے؛ بعض کہتے ہیں کہ شیعہ سقیفہ کے واقعے کے بعد وجود میں آیا ہے؛ جبکہ بعض کا خیال ہے کہ شیعہ تیسرے خلیفہ عثمان کے قتل کے بعد وجود میں آیا ہے؛ اسی طرح بعض مورخین کے مطابق شیعہ حَکَمیت کے واقعے کے بعد وجود میں آیا ہے۔[7]

شیعہ علماء کے درمیان مشہور نظریہ پہلا قول ہے۔[8] شیعہ علماء ان احادیث اور تاریخی استناد سے تمسک کرتے ہیں جن میں پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں ہی شیعیان علی کو بشارتیں دی گئی ہیں اور بعض افراد شیعیان علی کے نام پہچانے جاتے تھے۔[9]

معاصر مورخ رسول جعفریان کے مطابق خود امام علیؑ کے دور میں بھی شیعہ کی اصطلاح رائج تھی۔[10] البتہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک مختصر گروہ تھا یہاں تک کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے دور امامت تک ان کی تعداد اتنی نہیں تھی جنہیں ایک فرقے کا نام دیا جا سکے۔[11] ان ادوار میں اکثر ائمہ معصومینؑ کے اصحاب ہی ان کے پیروکار سمجھتے جاتے تھے۔[12]

نظریہ امامت

امامت کے بارے میں شیعوں کے نظریے کو تمام شیعہ فرقوں کا اشتراکی نقطہ سمجھا جاتا ہے۔[13] علم کلام میں نظریہ امامت شیعوں کا ایک اہم اور بنیادی نظریہ ہے۔[14] شیعوں کے مطابق پیغمبر اکرمؐ کے بعد دینی احکام کی تفسیر کا واحد اور عالی ترین مرجع امامت ہے۔[15]

شیعہ احادیث میں امام کا مقام اس قدر بلند ہے کہ اگر کوئی شخص امام کی شناخت کے بغیر مر جائے تو وہ کفر کی موت مرے گا۔[16]

پیغمبر اکرمؐ:«من مات ولم یعرف إمام زمانه مات میتة جاہلیة»
«جو شخص اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت(کفر کی حالت میں) مرا ہے۔

«تفتازانی، شرح المقاصد، ج5، ص239۔»

امامت پر نص کا ضروری ہونا

امامت پر نص

شیعہ اس بات کے معتقد ہیں کہ امامت اصول دین میں سے ایک اہم اصل اور ایک الہی منصب ہے؛ یعنی امام کے انتخاب کو انبیاء لوگوں پر نہیں چھوڑ سکتے بلکہ ان پر واجب ہے کہ وہ اپنا جانشین خود معین کریں۔[17] اسی بنا پر شیعہ متکلمین (سوائے زیدیہ کے)[18] اس بات پر تاکید کرتے ہیں کہ "نصب امام" (یعنی پیغمبر یا پہلے والے امام کے توسط سے امام کو معین کرنا) واجب ہے،[19] اور "نص" (وہ کام یا بات جو مطلوبہ ہدف پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہو)[20] کو امام کی شناخت کا واحد راستہ قرار دیتے ہیں۔[21]

ان کی دلیل یہ ہے کہ امام کا معصوم ہونا ضروری ہے اور مقام عصمت سے خدا کے علاوہ کوئی باخبر نہیں ہو سکتا؛[22] کیونکہ عصمت انسان کی ایک باطنی صفت ہے اور انسان کے ظاہر سے اس کی عصمت کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا۔[23] پس ضروری ہے کہ خدا خود امام کو معین کرے اور پیغمبر اکرمؐ کے ذریعے اسے لوگوں تک پہنچائے۔[24]

شیعہ کتب کلام میں معاشرے میں امام کی ضرورت پر کئی عقلی اور نقلی دلائل دئے گئے ہیں۔[25] آیہ اولوالامر اور حدیث مَن مات من جملہ امام کی ضرورت پر پیش کئے جانے والی نقلی دلائل میں سے ہیں۔[26] اسی طرح قاعدہ لطف اس سلسلے کی عقلی دلائل میں سے ہے۔ اس دلیل کی توضیح میں لکھتے ہیں: ایک طرف سے امام کا وجود لوگوں کو خد کی طاعت کی طرف مائل کرنے نیز انہیں گناہوں سے دور رکھنے کا سبب ہے؛ دوسری طرف سے قاعدہ لطف کا تقاضا ہے کہ ہر وہ کام جو لوگوں کو خدا کی اطاعت سے قریب کرے اور گناہوں سے دور رکھنے کا سبب بنتا ہے ہو اسے انجام دینا خدا پر واجب۔ پس امام کو نصب کرنا خداپر واجب ہے۔[27]

عصمت امام

شیعہ اماموں کی عصمت کے قائل ہیں اور اسے امام کے شرائط میں سے ایک قرار دیتے ہیں۔[28] شیعہ اس سلسلے میں مختلف عقلی اور نقلی دلائل[29] سے استناد کرتے ہیں من جملہ ان میں آیہ اولوالامر،[30] آیہ ابتلائے ابراہیم[31] اور حدیث ثَقَلین شامل ہیں۔[32]

شیعہ فرقوں میں سے زیدیہ تمام اماموں کی عصمت کے قائل نہیں ہیں۔ ان کے مطابق صرف اصحاب کِساء یعنی پیغمبر اکرمؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ(س)، امام حسنؑ اور امام حسینؑ معصوم ہیں[33] ان کے علاوہ باقی ائمہ عام لوگوں کی طرح غیر معصوم ہیں۔[34]

پیغمبر اکرمؐ کی جانشینی کا مسئلہ

شیعہ اس بات کے معتقد ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے امام علیؑ کو اپنا جانشین مقرر فرما کر لوگوں کے سامنے اس کا اعلان فرمایا۔ اسی طرح آپؐ نے امامت کے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ(س) کی اولاد میں منحصر قرار دیا

ہے۔[35] البتہ شیعہ فرقوں میں سے زیدیہ ابوبکر اور عمر کی امامت کو بھی قبول کرتے ہیں؛ لیکن اس کے باوجود زیدیہ بھی امام علیؑ کو ان دو خلفاء سے افضل مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس وقت کے مسلمانوں نے ابوبکر اور عمر کے انتخاب میں غلطی کی ہیں لیکن چونکہ خود امام علیؑ نے بھی اس سلسلے میں اپنی رضایت کا اظہار کیا ہے اس بنا پر ان دونوں کی امامت کو قبول کرتے ہیں۔[36]

شیعہ متکلمین پیغمبر اکرمؐ کے بعد امام علیؑ کی بلافصل جانشینی کو ثابت کرنے کے لئے مختلف آیات اور روایات سے تمسک کرتے ہیں من جملہ ان میں آیہ ولایت، حدیث غدیر اور حدیث منزلت قابل ذکر ہیں۔[37]

فرقے

شیعہ فرقے

شیعہ مذہب کے اہم فرقوں میں امامیہ، زیدیہ، اسماعیلیہ، غالی، کیسانیہ اور کسی حد تک واقفیہ شامل ہیں۔[38] ان میں سے بعض فرقوں کے ذیلی شاخیں بھی ہیں؛ جیسے زیدیہ جس کے دس ذیلی شاخیں کا تذکرہ ملتا ہے؛[39] اسی طرح کیسانیہ کو بھی چار ذیلی شاخوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔[40]
انہی ذیلی شاخوں کی بنا پر بہت سارے فرقوں کو شیعہ فرقوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔[41]
البتہ مذکورہ بالا فرقوں میں سے بہت سارے فرقے منقرض ہو چکے ہیں
اور اس وقت صرف امامیہ، زیدیہ اور اسماعیلیہ کے ماننے والے موجود ہیں۔[42]

کیسانیہ

کیسانیہ محمد حنفیہ کے ماننے والے تھے۔ یہ فرقہ امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد امام علیؑ کے بیٹے محمد حنفیہ کو امام مانتے تھے اور اس بات کے معتقد تھے کہ محمد حنفیہ وہی مہدی موعود ہیں اور کوہ رِضوا میں زندگی گزار رہے ہیں۔[43]

واقفیہ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو امام کاظمؑ کی شہادت کے بعد آپؑ کی امامت پر متوقف ہوئے ہیں؛ یعنی آپ کو آخری امام سمجھتے ہیں۔[44]غالی اس گروہ کو کہا جاتا ہے جو خاص کر شیعہ ائمہ کے حق میں حد سے تجاوز کرتے ہیں؛ یعنی ائمہ کے بارے میں الوہیت کا دعوا کرتے ہیں، ائمہ کو مخلوق نہیں سمجھتے بلکہ ان کو خدا سے تشبیہ دیتے ہیں۔[45]

نبو

شیعہ فرقوں کا شجرہ

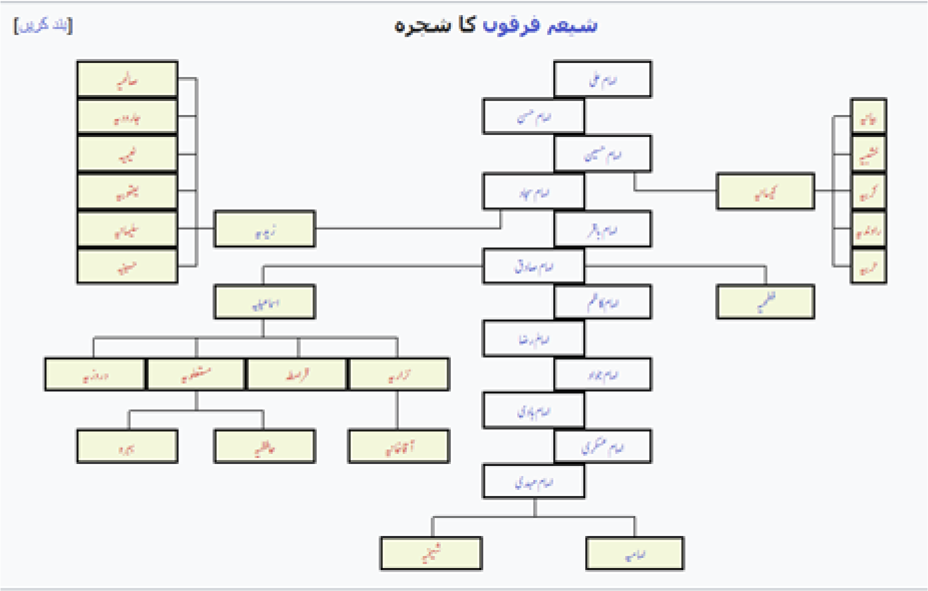

صالحیہ امام علی

جارودیہ امام حسن بیانیہ

نعیمیہ امام حسین خشبیہ

یعقوبیہ امام سجاد کیسانیہ کربیہ

سلیمانیہ زیدیہ امام باقر راوندیہ

حسینیہ امام صادق حربیہ

اسماعیلیہ امام کاظم فطحیہ

امام ٰرضا

دروزیہ مستعلویہ قرامطہ نزاریہ امام جواد

امام ہادی

بہرہ حافظیہ آقاخانیہ امام عسکری

امام مہدی

شیخیہ امامیہ

امامیہ یا اثنا عشری

شیعہ اِثناعَشَری یا امامیہ سب سے بڑا شیعہ فرقہ ہے۔[46] مذہب امامیہ کے مطابق پیغمبر اسلامؐ کے بعد آپؐ کی جانشینی میں بارہ امام ہیں جن میں سے پہلا امام، امام علیؑ اور آخری امام، امام مہدی(عج) ہیں[47] جو ابھی زندہ ہیں۔ امام مہدی غیبت میں ہیں اور ایک دن دنیا میں عدل و انصاف برقرار کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔[48]

رجعت اور بَداء شیعہ اثنا عشریہ کا مخصوص عقیدہ ہیں۔[49] رجعت کے عقیدے کے مطابق امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد بعض اموات زندہ ہونگے۔ ان زندہ ہونے والوں میں نیکوکار اور گناہ کار دونوں قسم کے لوگ شامل ہونگے اسی طرح اہل بیت کے دشمن بھی دنیا میں لوٹ آئیں گے تاکہ وہ اسی دنیا میں اپنے کرتوتوں کی سزا بگھتے۔[50] بداء یعنی خدا کبھی کبھار بعض مصلحتوں کی بنا پر کسی ایسی چیز کو انبیاء یا امام پر آشکار کر دیا

گیا تھا کو تبدیل کر دیتا ہے اور اس کی جگہ کسی اور چیز کو تحقق بخشتا ہے۔[51]

امامیہ مذہب کے مشہور متکلمین میں شیخ مفید(336یا338-413ھ)، شیخ طوسی(385-460ھ)، خواجہ نصیرالدین طوسی(597-672ھ) اور علامہ حلی(648-726ھ) شامل ہیں۔[52] اسی طرح امامیہ کے برجشتہ فقہاء میں شیخ طوسی، محقق حلی، علامہ حلی، شہید اول، شہید ثانی، کاشف‌الغطاء، میرزای قمی اور شیخ مرتضی انصاری شامل ہیں۔[53]

شیعوں کی اکثریت ایران میں موجود ہیں۔ ایران کی کل آبادی کا 90 فیصد شیعہ اثنا عشری ہیں۔[54]

زیدیہ
مذہب زیدیہ امام سجادؑ کے فرزند زید سے منسوب ہے۔[55] زیدیہ کے مطابق صرف امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی امامت انتصابی اور پیغمبر کی طرف سے معین ہوئی ہے۔[56] ان کے مطابق ان تین اماموں کے علاوہ حضرت زہرا(س) کی نسل سے جوب بھی عالم، زاہد، شجاع، اور سخاوت مند شخص قیام کرے وہ امام ہوگا۔[57]

زیدیہ ابوبکر اور عمر کی خلافت کے بارے میں دو طرح کے موقف رکھتے ہیں: ان میں سے بعض ان دونوں کے امامت کے قائل ہیں جبکہ بعض ان کو امام نہیں مانتے ہیں[58] یمن کے موجودہ زیدیوں کا نظریہ پہلے والے گروہ کے نزدیک ہے۔[58]

جارودیہ، صالحیہ اور سلیمانیہ زیدیہ کے تین اصلی فرقے ہیں۔[59] کتاب المِلَل و النِّحَل کے مصنف شہرستانی کے مطابق زیدیوں کی اکثریت کلام میں مُعتزلہ اور فقہ میں مذہب حنفیہ سے متأثر ہیں۔[60]

کتاب اطلس شیعہ کے مطابق یمن کی 20 میلین آبادی کا 30 سے 40 فیصد آبادی زیدیوں کی ہے۔[61]

اسماعیلیہ
اسماعیلیہ شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو امام صادقؑ کے بعد آپ کے فرزند اسماعیل کی امامت کے قائل ہیں اور امام کاظمؑ اور دیگر شیعہ ائمہ کو امام نہیں مانتے ہیں۔[62] اسماعیلیہ اس بات کے قائل ہیں کہ امامت سات ادوار پر مشتمل ہے اور ہر دور کا آغاز ایک "ناطق" سے ہوتا ہے جو نئی شریعت لے آتا ہے اور ہر دور میں ان کے بعد سات امام ہوا کرتے ہیں۔[63]

ان کے مطابق امامت کے پہلے چھ ادوار کے "ناطق" اولو العزم انبیاء یعنی حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسی، حضرت عیسی اور حضرت محمدؐ ہیں۔[64] امام صادقؑ کی فرزند اسماعیل امامت کے چھتے دور کے آخری امام ہیں جس کا آغاز پیغمبر اسلامؐ سے ہوا تھا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اسماعیل وہی مہدی موعود ہیں جب قیام کریں گے تو امامت کے ساتوں دور کا آغاز ہو گا۔[65] کہا جاتا ہے کہ فاطمی دور حکومت میں ان کے بعض اعتقادات میں کچھ تبدیلیاں آئی ہیں۔[66]

باطنی گری اسماعیلیہ کی سب سے اہم خصوصیت ہے؛ کیونکہ یہ لوگ آیات، احادیث اور اسلامی تعلیمات اور احکام کی تأویل کرتے ہوئے ان کے ظاہری معنی کے برخلاف معنی لیتے ہیں۔ ان کے مطابق قرآن کی آیات اور احادیث کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوا کرتا ہے۔ امام ان کے باطنی معنی سے آگاہی رکھتے ہیں اور امامت کا فلسفہ

ہی دین اور اس کے تعلیمات کی باطنی تفسیر بیان کرنا ہے۔[67]

قاضی نُعمان کو اسماعلیہ کا سب سے بڑا مجتہد[68] اور اس کی کتاب دعائم الاسلام کو اس فرقے کا اصلی فقہی منبع قرار دیا جاتا ہے۔[68] ابوحاتم رازی، ناصر خسرو اور اِخوان الصَّفا نامی گروہ کو اسماعیلیہ کے برجستہ دانشمندوں میں شمار کیئے جاتے ہیں۔[69] ابو حاتم رازی کی کتاب رسائل اِخوان الصفا اور اَعلام النبوّہ ان کے اہم فلسفی کتابوں میں شمار ہوتے ہیں۔[70]

اس وقت اسماعیلیہ کو آغاخانیہ اور بُہرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے جو مصر کے فاطمی یعنی نزاریہ اور مستعلویہ کے باقیات میں سے ہیں۔[71] آغاخانیوں کی آبادی تقریبا ایک میلین ہے جو عمدتا ایشائی ممالک جیسے ہندوستان، پاکستان، افغانستان اور ایران میں مقیم ہیں۔[72] جبکہ دوسرے گروہ کی آبادی تقریبا 500 نفوس پر مشتمل ہے جن کی تقریبا 80 فیصد آبادی ہندوستان میں مقیم ہیں۔[73]

مہدویت

مہدویت تمام اسلامی مذاہب کا مشترکہ عقیدہ سمجھا جاتا ہے؛[74] لیکن یہ عقیدہ شیعوں کے یہاں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اور اس سلسلے میں بہت ساری احادیث، کتابیں، اور مقالات لکھے گئے ہیں۔[75]

تمام شیعہ فرقوں کا اس عقیدے کی اصل ماہیت میں اتفاق نظر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی تفصیلات میں تھوڑا بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں امامیہ اس بات کے معتقد ہیں کہ مہدی موعود امام حسن عسکریؑ کے فرزند ارجمند ہیں اور اس وقت غیبت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔[76] اسماعیلیہ محمد مکتوم جو کہ امام صادقؑ کی فرزند اسماعیل کے بیٹے ہیں کو مہدی موعود قرار دیتے ہیں۔[77] اسی طرح زیدیہ چونکہ قیام کرنے کو امام کے شرائط میں سے قرار دیتے ہیں اس لئے غیبت اور انتظار پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں۔[78] زیدیہ ہر امام کو مہدی اور مُنجی قرار دیتے ہیں۔[79]

اہم کلامی نظریات

اصول دین یعنی توحید، نبوت اور معاد میں دیگر مسلمانوں کے ساتھ مشترک ہونے کے ساتھ ساتھ شیعہ بعض ایسے اعتقادات بھی رکھتے ہیں جو انہیں باقی مسلمانوں یا بعض مذاہب سے ممتاز کرتے ہیں۔ امامت اور مہدویت جن کا ذکر پہلے ہوچکا، کے علاوہ یہ اعتقادات میں کچھ یوں ہیں: حُسن و قُبح عقلی، تَنزیہ صفات خدا، اَمرٌ بَینَ الاَمرَین، تمام صحابہ کا عادل نہ ہونا، تقیّہ، توسل اور شفاعت۔

شیعہ علماء معتزلہ کی طرح حُسن و قُبح کو عقلی سمجھتے ہیں۔[80] حسن و قبح عقلی کا معنی یہ ہے کہ ہمارے اَعمال اس بات سے قطع نظر کہ خدا انہیں اچھائی یا برائی سے متصف کریں عقلی طور پر بھی اچھے اور برے میں تقسیم ہوتے ہیں۔[81] اشاعرہ اس کے برخلاف اعتقاد رکھتے ہیں اور حسن و قبح کو شرعی مانتے ہیں؛[82] یعنی وہ کہتے ہیں کہ اچھائی اور برائی کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہوا کرتا بلکہ یہ چیزیں اعتباری ہیں۔ بنابراین جس چیز کی انجام دہی کا خدا حکم دے وہ اچھی اور جس چیز سے خدا منع کرے وہ بری ہے۔[83]

"تنزیہ صفات" کا نظریہ، "تعطیل" اور "تشبیہ" کے مقابلے میں ہے۔ نظریہ تعطیل کہتا ہے کہ کسی بھی صفت کو خدا کی طرف نسبت نہیں دی جا سکتی جبکہ تشبیہ کا نظریہ تمام صفات میں خدا کو بھی دوسرے مخلوقات

کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔[84] شیعہ کہتے ہیں کہ بعض مثبت صفات جن سے مخلوقات متصف ہوتے ہیں کو خدا کی طرف بھی نسبت دی جا سکتی ہے لیکن ان صفات کے ساتھ متصف ہونے میں خدا کو مخلوقات کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔[85] مثال کے طور پر جس طرح انسان علم، قدرت اور حیات سے متصف ہوتا ہے اسی طرح خدا بھی ان صفات سے متصف ہوتے ہیں لیکن خدا کا علم، قدرت اور حیات عام انسانوں کے علم، قدرت اور حیات کی طرح نہیں ہے۔[86]

اَمرٌ بَینَ الاَمرَین کا معنی یہ ہے کہ انسان نہ مکمل طور پر مختار ہے جس طرح معتزلہ قائل ہیں اور نہ مکمل طور پر مجبور ہے جس طرح اہل حدیث خیال کرتے ہیں؛[87] بلکہ انسان اگرچہ اپنے افعال کی انجام دہی میں مختار ہے لیکن اس کا ارادہ اور اس کی قدرت خدا سے وابستہ ہے مستقل نہیں ہے۔[88] شیعوں میں سے زیدیہ بھی معتزلہ کی طرح انسان کو مکمل مختار تصور کرتے ہیں۔[89]

اہل سنت کے برخلاف شیعہ متکلمین [90] پیغمبر اکرمؐ کے تمام اصحاب کو عادل نہیں سمجھتے[91] کیونکہ صرف پیغمبر اکرمؐ کی مصاحبت کسی کی عدالت پر دلیل نہیں بن سکتی۔[92]

زیدیہ کے علاوہ[93] دیگر شیعہ فرق تقیہ کو جائز سمجھتے ہیں؛ یعنی وہ اس بات کے معتقد ہیں کہ اگسی کسی جگہ اپنے اعتقادات کا اظہار اس کے لئے نقصان کا باعث ہو تو انسان اپنے عقیدے کو چھپا سکتا ہے اور اپنے عقیدے کے برخلاف چیز کا اظہار کر سکتا ہے۔[94]

اگرچہ دیگر مسلمان فرقوں میں بھی توسل کا مفہوم رائج ہے لیکن شیعوں کے یہاں توسل ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔[95] شیعہ بعض اہل سنت فرقوں من جملہ وہابیوں کے برخلاف[96] اپنی دعاؤوں کی قبولیت اور خدا سے تقرب حاصل کرنے کے لئے اولیائے خدا کو واسطہ قرار دینے کو شائستہ اقدام قرار دیتے ہیں۔[97] توسل اور شفاعت ایک دوسرے کے ساتھ محکم رابطہ رکھتے ہیں۔[98] شیخ مفید کے مطابق شفاعت سے مراد یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ معصومین قیامت کے دن گناہکاروں کے شفیع بنتے ہیں اور خدا ان ہستیوں کی شفاعت کی وجہ سے ان گناہگاوں کو بہت سارے گناہوں سے نجات دیتے ہیں۔[99]

فقہ

قرآن و سنت کو تمام شیعہ فرق احکام شرعی کے معتبر منابع کے طور پر قبول کرتے ہیں؛[100] لیکن احکام کے استنباط میں دیگر فقہی منابع کی طرح ان دونوں کے استعمال میں اختلاف رکھتے ہیں۔

اہل سنت کی طرح امامیہ اور زیدیہ قرآن و سنت کے علاوہ عقل اور اجماع کو بھی حجت مانتے ہیں؛[101] لیکن اسماعیلیہ اس مسئلے میں ان کا ساتھ نہیں دیتے۔ اسی طرح اسماعیلیہ کسی بھی مجتہد کی تقلید کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ احکام شرعی کو براہ راست قرآن، سنت اور ائمہ کی تعلیمات سے اخذ کرنا چاہئے۔[102]

زیدیہ سنت میں صرف پیغمبر اکرمؐ کی احادیث کو حجت مانتے ہیں اور اہل سنت حدیثی منابع جیسے صِحاح سِتّہ کی طرف رجوع کرتے ہیں؛[103] لیکن امامیہ اور اسماعیلیہ ان احادیث کو بھی فقہی منابع کے طور پر قبول کرتے ہیں جو ائمہ معصومین سے نقل ہوئی ہیں۔[104]

اسی طرح زیدیہ اہل سنتْ کی طرح قیاس اور استحسان کو بھی حجت مانتے ہیں؛[105] جبکہ امامیہ اور اسماعیلیہ ان کو معتبر نہیں سمجھتے ہیں۔[106] البتہ امامیہ اور اہل سنت کے درمیان بعض اختلافی مسائل میں زیدیہ بھی امامیہ کا ساتھ دیتے ہیں؛ مثلا زیدیہ بھی حَیَّ عَلیٰ خَیرِ العَمِل کو اذان کا جزء سمجھتے ہیں اور اذان میں "الصلاۃ خَیرٌ مِن النَّوم" (نماز نیند سے بہتر ہے) کہنے کو حرام سمجھتے ہیں۔[107]

جبکہ متعہ کے سلسلے میں اسماعیلیہ اور زیدیہ اہل سنت کا ساتھ دیتے ہیں؛[108]
اور امامیہ کے برخلاف متعہ کو حرام سمجھتے ہیں۔[109]

آبادی اور جغرافیائی حدود اربعہ

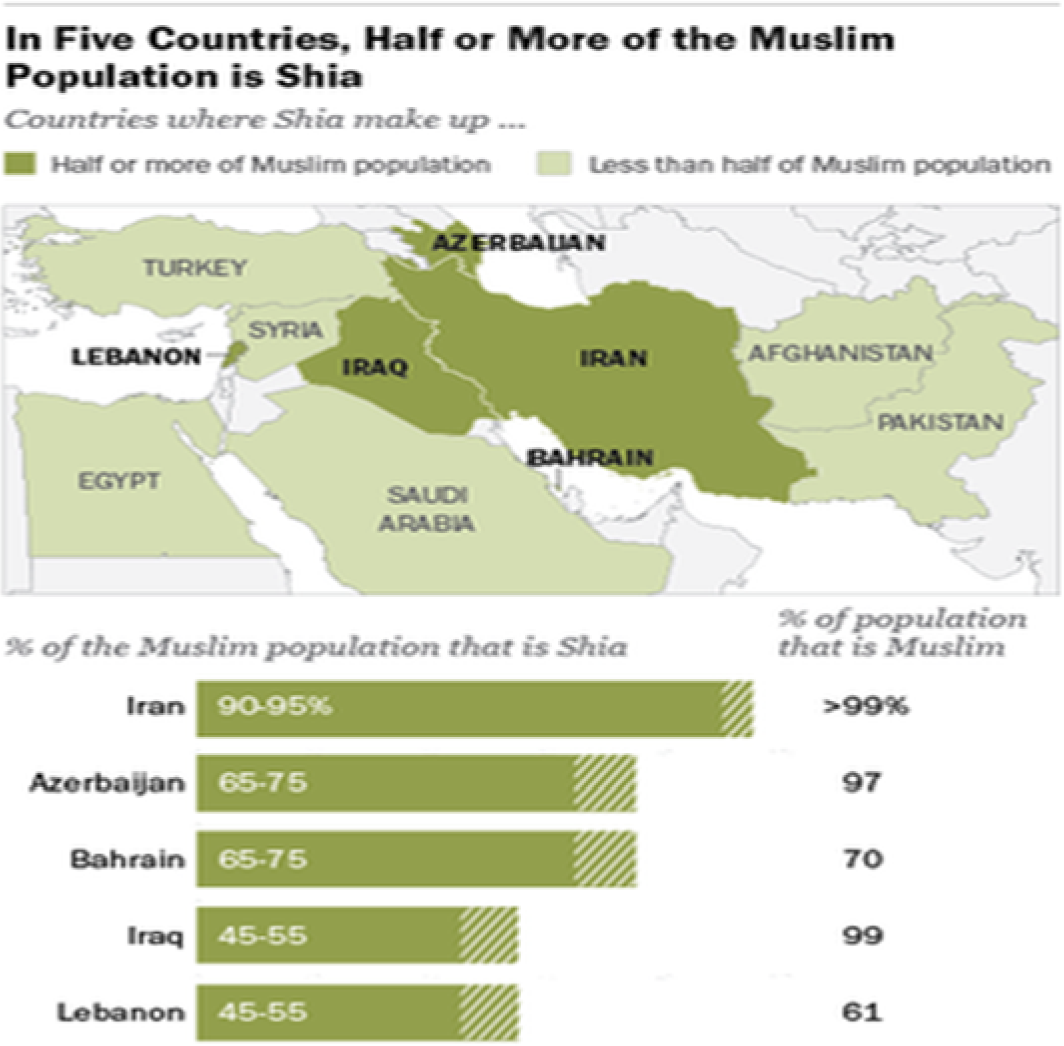

سنہ 2014ء کی مردم شماری کے مطابق ایران، آذربایجان، بحرین، عراق اور لبنان میں آبادی کے 50فیصد سے زیادہ شیعہ ہیں۔[110]
پیو ریسرچ سینٹر(Pew Research Center) کی 7 اکتوبر 2009ء کی رپورٹ کے مطابق دنیا کی مسلم آبادی کا 10 سے 13 فیصد شیعہ ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق شیعوں کی کل آبادی 154 میلین سے 200 میلین تک ہے۔[111]
البتہ بعض ان اعداد و شمار کو غیر معبر قرار دیتے ہوئے شیعوں کی آبادی کو 300 میلین سے بھی زیادہ یعنی

دنیا کی مسلم آبادی کا 19 فیصد سے بھی زیادہ بتاتے ہیں۔[112]

پیو ریسرچ سینٹر(Pew Research Center) کی رپورٹ کے مطابق شیعہ آبادی کا 68 سے 80 فیصد آبادی ایران، عراق، پاکستان اور ہندوستان میں آباد ہیں۔
 ایران میں 66 سے 70 میلین شیعہ آباد ہیں جو دنیا کی شیعہ آبادی کا 37 سے 40 فیصد بنتا ہے۔ پاکستان، ہندوستان اور عراق میں 16 میلین سے بھی زیادہ شیعہ موجود ہیں۔[113]

ایران، عراق، آذربایجان اور بحرین کی اکثریت شیعہ ہیں۔[114] براعظم ایشیاء، شمالی افریقہ، امریکہ اور کینڈا میں بھی شیعہ موجود ہیں۔[115]

حکومتیں
آل ادریس، علویان طبرستان، آل بویہ، یمن کے زیدی، فاطمیان، اَلَموت کے اسماعیلیہ، سبزوار کے سربداران، صفویہ اور جمہوری اسلامی ایران دنیا میں شیعہ حکومتیں ہیں۔

مراکش اور الجزایر کے بعض حصوں پر قائم ہونے والی آل ادریس کی حکومت[116] کو دنیا میں شیعوں کی پہلی حکومت تصور کی جاتی ہے۔[117] یہ حکومت سنہ 172ھ امام حسن مجتبیؑ کے پوتے ادریس کے ذریعے قائم ہوئی اور تقریبا دو صدیاں تک باقی رہی۔[118]

حکومت علویانْ زیدی مذہب تھے۔[119] اسی طرح زیدیوں نے سنہ 284ھ سے سنہ 1382ھ تک یمن پر بھی حکومت کی ہیں۔[120] الموت میں فاطمیوں اور اسماعیلیوں کی حکومت اسماعیلیہ مذہب تھی۔[121] آل بویہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض انہیں زیدی سمجھتے ہیں جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ یہ لوگ امامیہ تھے۔ اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگ ابتداء میں زیدی مذہب تھے لیکن بعد میں انہوں نے امامیہ مذہب اختیار کئے تھے۔[122]

سلطان محمد خدابندہ جو اولجایتو(حکومت 703-716ھ) کے نام سے مشہور تھے، نے ایک عرصے تک شیعہ اثناعشریہ کو اپنی حکومت کا سرکاری مذہب قرار دیا؛ لیکن ان کے حکومتی ارکان جن کی اکثریت اہل سنت کی تھی، کے دباؤ میں آکر دوبارہ مذہب اہل سنت کو سرکاری مذہب قرار دیا۔[123]

سبزوار میں سربداران کی حکومت کو بھی شیعہ حکومت قرار دیا جاتا ہے۔[124] البتہ معاصر مورخ رسول جعفریان کے مطابق سربداران کے حاکموں کا اصل مذہب کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا؛ لیکن ان کے مذہبی رہنما صوفی مذہب تھے جو شیعہ مذہب کے طرف مائل تھے۔[125] سربدارن کے آخری حاکم خواجہ علی مؤید[126] نے امامایہ مذہب کو سرکاری مذہب قرار دیا۔[127]

سلسلہ صفویہ جسے سنہ 907ھ میں شاہ اسماعیل نے تشکیل دیا، شیعہ اثناعشریہ تھا۔[128]
 اس حکومت نے ایران میں مذہب امامیہ کو ترویج دے کر ایران کو مکمل طور پر ایک شیعہ ملک میں تبدیل کیا۔[129]

جمہوری اسلامی ایران کےقانون میں اصول دین اور فقہ دونوں اعتبار سے شیعہ اثناعشریہ رائج ہے۔[130]

حواله جات

1. شیخ مفید، اوائل‌المقالات، 1413ھ، ص35؛ شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص131۔
2. شیخ مفید، اوائل‌المقالات، 1413ھ، ص35؛ شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص.131
3. ملاحظہ کریں: شرح‌المواقف، 1325ھ، ج8، ص354۔
4. ملاحظہ کریں: جعفریان، تاریخ تشیع در ایران از آغاز تا طلوع دولت صفوی، 1390ہجری شمسی، ص22و27۔
5. جعفریان، تاریخ تشیع در ایران از آغاز تا طلوع دولت صفوی، 1390ہجری شمسی، ص.28
6. فراهیدی، العین، ذیل «شیع و شوع»۔
7. محرمی، تاریخ تشیع، 1382ہجری شمسی، 43و44؛ گروه تاریخ پژوہشگاه حوزه و دانشگاه، تاریخ تشیع، 1389ہجری شمسی، 20تا22؛ فیاض، پیدایش و گسترش تشیع، 1382ہجری شمسی، ص49تا53۔
8. ملاحظہ کریں: صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388ہجری شمسی، ص18تا20۔
9. صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388ہجری شمسی، ص20۔
10. ملاحظہ کریں: جعفریان، تاریخ تشیع در ایران از آغاز تا طلوع دولت صفوی، 1390ہجری شمسی، ص29و30۔
11. ملاحظہ کریں: فیاض، پیدایش و گسترش تشیع، 1382ہجری شمسی، ص63تا65۔
12. فیاض، پیدایش و گسترش تشیع، 1382ہجری شمسی، ص61۔
13. شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص131۔
14. انصاری، «امامت (امامت نزد امامیہ)»، ص137؛ سلطانی، تاریخ و عقاید زیدیہ، 1390ہجری شمسی، ص256و257۔
15. دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیہ، 1393ہجری شمسی، ص213۔
16. ملاحظہ کریں: کلینی، کافی، 1407ھ، ج2، ص21۔
17. شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص131۔
18. امیرخانی، «نظریہ نص از دیدگاه متکلمان امامی»، ص13۔
19. امیرخانی، «نظریہ نص از دیدگاه متکلمان امامی»، ص29؛ دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیہ، 1393ہجری شمسی، ص105؛ اسی طرح ملاحظہ کریں: شیخ مفید، اوائل‌المقالات، 1413ھ، ص40و41۔
20. امیرخانی، «نظریہ نص از دیدگاه متکلمان امامی»، ص13۔
21. امیرخانی، «نظریہ نص از دیدگاه متکلمان امامی»، ص11؛ اسی طرح ملاحظہ کریں: شیخ مفید، اوائل‌المقالات، 1413ھ، ص38 و ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387ہجری شمسی، ص181۔
22. ملاحظہ کریں: شیخ طوسی، الاقتصاد، 1406ق/1986م، ص312؛ ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387ہجری شمسی، ص181۔
23. ملاحظہ کریں: شیخ طوسی، الاقتصاد، 1406ق/1986م، ص312۔
24. ملاحظہ کریں: شیخ طوسی، الاقتصاد، 1406ق/1986م، ص312؛ ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387ہجری شمسی، ص181۔
25. ملاحظہ کریں: شیخ مفید، الافصاح، 1412ھ، ص28و29؛ سلطانی، تاریخ و عقاید زیدیہ، 1390ہجری

شمسی، ص260تا263۔

26. ملاحظہ کریں: شیخ مفید، الافصاح، 1412ھ، ص28۔
27. ملاحظہ کریں: علامہ حلی، کشف‌المراد، 1417ھ، ص491۔
28. ملاحظہ کریں: علامہ حلی، کشف‌المراد، 1417ھ، ص492؛ دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیہ، 1393ہجری شمسی، ص105۔
29. اس سلسلے میں مزید مطالعہ کیلئے رجوع کریں:علامہ حلی، کشف‌المراد، 1417ھ، ص492تا494 و سبحانی، الالہیات، 1384ش/1426ھ، ص26تا45۔
30. علامہ حلی، کشف‌المراد، 1417ھ، ص493؛ سبحانی، الالہیات، 1384ش/1426ھ، ص125تا130۔
31. سبحانی، الالہیات، 1384ہجری شمسی/1426ھ، ص117تا125۔
32. ملاحظہ کریں: سبحانی، اضواء علی عقائد الشیعہ الامامیہ، 1421ھ، ص389تا394۔
33. سلطانی، تاریخ و عقاید زیدیہ، 1390ہجری شمسی، ص278۔
34. سلطانی، تاریخ و عقاید زیدیہ، 1390ہجری شمسی، ص279۔
35. شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص131؛ ملاحظہ کریں: علامہ حلی، کشف‌المراد، 1417ھ، ص497۔
36. شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص141تا143۔
37. ملاحظہ کریں: علامہ حلی، کشف‌المراد، 1417ھ، ص498تا501؛ شیخ مفید، الافصاح، 1412ھ، ص32، 33، 134
38. ملاحظہ کریں: صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388ہجری شمسی، ج2، ص32۔
39. ملاحظہ کریں صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388ہجری شمسی، ج2، ص95تا104۔
40. ملاحظہ کریں: شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص132تا136۔
41. ملاحظہ کریں: شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص131تا171۔
42. طباطبایی، شیعہ در اسلام، 1383ہجری شمسی، ص66۔
43. طباطبایی، شیعہ در اسلام، 1383ہجری شمسی، ص64۔
44. طباطبایی، شیعہ در اسلام، 1383ہجری شمسی، ص65۔
45. شہرستانی، الملل و النحل، 1375ہجری شمسی، ج1، ص154ہ
46. جبرئیلی، سیر تطور کلام شیعہ، 1396ہجری شمسی، ص46؛ طباطبایی، شیعہ در اسلام، 1383ہجری شمسی، ص66۔
47. علامہ طباطبایی، شیعہ در اسلام، 1383ہجری شمسی، ص197تا199۔
48. علامہ طباطبایی، شیعہ در اسلام، 1383ہجری شمسی، ص230، 231۔
49. ربانی گلپایگانی، درآمدی بہ شیعہ شناسی، 1392ہجری شمسی، ص273؛ طباطبایی، المیزان، 1417ھ، ج2، ص106۔
50. ربانی گلپایگانی، درآمدی بہ شیعہ شناسی، 1392ہجری شمسی، ص273۔
51. طباطبایی، المیزان، 1393ھ، ج11، ص381؛ شیخ مفید، تصحیح الاعتقاد، 1413ھ، ص65۔
52. کاشفی، کلام شیعہ، 1387ہجری شمسی، ص52۔

53. مکارم شیرازی، دائرة المعارف فقه مقارن، 1427ه، ج1، ص260تا264.
54. تقی‌زاده داوری، گزارشی از آمار جمعیتی شیعیان کشورهای جهان، 1390هجری شمسی، ص29.
55. هاینس، تشیع، 1389هجری شمسی، ص357.
56. سلطانی، تاریخ و عقاید زیدیه، 1390هجری شمسی، ص287و288؛ صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388هجری شمسی، ج2، ص86.
57. شهرستانی، الملل و النحل، 1375هجری شمسی، ج1، ص137و138.
58. صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388هجری شمسی، ج2، ص95
59. صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388هجری شمسی، ج2، ص102.
60. ملاحظه کرین: شهرستانی، الملل و النحل، 1375هجری شمسی، ج1، ص143.
61. ملاحظه کرین: رسول جعفریان،اطلس شیعه، 1387هجری شمسی، ص466.
62. شهرستانی، الملل و النحل، 1375هجری شمسی، ج1، ص170و171.
63. دفتری، تاریخ و سنت های اسماعیلیه، 1393هجری شمسی، ص165.
64. دفتری، تاریخ و سنت های اسماعیلیه، 1393هجری شمسی، ص165؛ صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1384هجری شمسی، ج2، ص151.
65. صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1384هجری شمسی، ج2، ص151و152؛ دفتری، تاریخ و سنت های اسماعیلیه، 1393هجری شمسی، ص165.
66. ملاحظه کرین: دفتری، تاریخ و سنت‌های اسماعیلیه، 1393هجری شمسی، ص162.
67. ملاحظه کرین: برنجکار، آشنایی با فرق و مذاهب اسلامی، 1389هجری شمسی، ص95.
68. دفتری، تاریخ و سنت های اسماعیلیه، 1393هجری شمسی، ص212.
69. ملاحظه کرین: صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1384هجری شمسی، ج2، ص153.
70. ملاحظه کرین: صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1384هجری شمسی، ج2، ص154و161
71. مشکور، فرهنگ فرق اسلامی،1372هجری شمسی، ص.53
72. دفتری، «اسماعیلیه»، ص701.
73. دفتری، «بهره»، ص813.
74. صدر، بحث حول المهدی، 1417ق/1996م، ص15؛ حکیمی، خورشید مغرب، 1386هجری شمسی، ص90.
75. حکیمی، خورشید مغرب، 1386هجری شمسی، ص91.
76. طباطبایی، شیعه در اسلام، 1383هجری شمسی، ص230و231.
77. صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1384هجری شمسی، ج2، ص152.
78. سلطانی، تاریخ و عقاید زیدیه، 1390هجری شمسی، ص291.
79. سلطانی، تاریخ و عقاید زیدیه، 1390هجری شمسی، ص294.
80. ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387هجری شمسی، ص296؛ صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388هجری شمسی، ج2، ص88.
81. مظفر، اصول الفقه، 1430ه، ج2، ص271.
82. مظفر، اصول الفقه، 1430ه، ج2، ص271.

83. مظفر، اصول الفقه، 1430ھ، ج2، ص271.
84. ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387ہجری شمسی، ص172و173.
85. ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387ہجری شمسی، ص172؛ طباطبایی، شیعه در اسلام، 1383ہجری شمسی، ص125و126.
86. طباطبایی، شیعه در اسلام، 1383ہجری شمسی، ص125و126.
87. ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387ہجری شمسی، ص277.
88. ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387ہجری شمسی، ص173.
89. سلطانی، تاریخ و عقاید زیدیه، 1390ہجری شمسی، ص216.
90. ابن‌اثیر، اُسدالغابه، 1409ھ، ج1، ص10؛ ابن‌عبدالبر، الاستیعاب، 1992م/1412ھ، ج1، ص2.
91. شهید ثانی، الرعایة فی علم الدرایة، 1408ھ، ص343؛ امین، اعیان‌الشیعة، 1419ق/1998م، ج1، ص161؛ ربانی گلپایگانی، درآمدی بر علم کلم، 1387ہجری شمسی، ص209و210.
92. شهید ثانی، الرعایة فی علم الدرایة، 1408ھ، ص343؛ امین، اعیان‌الشیعة، 1419ق/1998م، ج1، ص.161
93. صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388ہجری شمسی، ج2، ص.87
94. سبحانی، «تقیه»، ص891و892؛ دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیه، 1393ہجری شمسی، ص87.
95. پاکتچی، «توسل»، ص362.
96. سبحانی، «توسل»، ص541.
97. سبحانی، «توسل»، ص540.
98. پاکتچی، «توسل»، ص362.
99. ملاحظه کریں: مفید، اوائل‌المقالات، 1413ھ، ص47.
100. ملاحظه کریں: دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیه، 1393ہجری شمسی، ص212؛ مظفر، اصول الفقه، 1430ھ، ج1، 51؛ رحمتی و ہاشمی، «زیدیه (فقه زیدیه)»، ص98.
101. ملاحظه کریں: مظفر، اصول الفقه، 1430ھ، ج1، ص51؛ رحمتی و ہاشمی، «زیدیه (فقه زیدیه)»، ص98و99.
102. دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیه، 1393ہجری شمسی، ص214.
103. رحمتی و ہاشمی، «زیدیه (فقه زیدیه)»، ص98و99.
104. دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیه، 1393ہجری شمسی، ص212؛ مظفر، اصول الفقه، 1430ھ، ج1، 51.
105. رحمتی و ہاشمی، «زیدیه (فقه زیدیه)»، ص98و99.
106. دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیه، 1393ہجری شمسی، ص213و214.
107. رحمتی و ہاشمی، «زیدیه (فقه زیدیه)»، ص98.
108. دفتری، تاریخ و سنت‌ہای اسماعیلیه، 1393ہجری شمسی، ص214؛ رحمتی و ہاشمی، «زیدیه (فقه زیدیه)»، ص98
109. رحمتی و ہاشمی، «زیدیه (فقه زیدیه)»، ص98.
110. FT_14.06.17_ShiaSunni

111. انجمن دین و زندگی عمومی پیو، نقشه جمعیت مسلمانان جهان، 1393ہجری شمسی، ص19۔
112. ملاحظه کریں:انجمن دین و زندگی عمومی پیو، نقشه جمعیت مسلمانان جهان، 1393ہجری شمسی، ص11۔
113. ملاحظه کریں: انجمن دین و زندگی عمومی پیو، نقشه جمعیت مسلمانان جهان، 1393ہجری شمسی، ص19۔
114. انجمن دین و زندگی عمومی پیو، نقشه جمعیت مسلمانان جهان، 1393ہجری شمسی، ص20۔
115. انجمن دین و زندگی عمومی پیو، نقشه جمعیت مسلمانان جهان، 1393ہجری شمسی، ص19، 20۔
116. سجادی، «آل‌ادریس، ص.561
117. سجادی، «آل‌ادریس، ص.564
118. سجادی، «آل‌ادریس، ص561و562۔
119. چلونگر و شاہمرادی، دولت‌ہای شیعی در تاریخ، 1395ہجری شمسی، ص51۔
120. رسول جعفریان، 1387ہجری شمسی، اطلس شیعہ، ص.462
121. چلونگر و شاہمرادی، دولت‌ہای شیعی در تاریخ، 1395ہجری شمسی، ص155تا157۔
122. چلونگر و شاہمرادی، دولت‌ہای شیعی در تاریخ، 1395ہجری شمسی، ص125تا130۔
123. جعفریان، تاریخ تشیع در ایران (از آغاز تا دولت صفوی)، 1390ہجری شمسی، ص694۔
124. جعفریان، تاریخ تشیع در ایران (از آغاز تا دولت صفوی)، 1390 ہجری شمسی، ص776۔
125. ملاحظه کریں: جعفریان، تاریخ تشیع در ایران (از آغاز تا دولت صفوی)، 1390 ہجری شمسی، ص777تا780۔
126. جعفریان، تاریخ تشیع در ایران (از آغاز تا دولت صفوی)، 1390ہجری شمسی، ص778۔
127. جعفریان، تاریخ تشیع در ایران (از آغاز تا دولت صفوی)، 1390 ہجری شمسی، ص781۔
128. ہاینس، تشیع، 1389ہجری شمسی، ص156و157۔
129. چلونگر و شاہمرادی، دولت‌ہای شیعی در تاریخ، 1395ہجری شمسی، ص276، 277۔
130. قاسمی و کریمی، «جمہوری اسلامی ایران»، ص765و766۔
131. نوٹ
132. فأما إذا أدخل فيه علامة التعريف فهو على التخصيص لا محالة لا تباع أمير المؤمنين - صلوات الله عليه - على سبيل الولاء والاعتقاد لإمامته بعد الرسول - صلوات الله عليه وآله - بلا فصل ونفى الإمامة عمن تقدمه فى مقام الخلافة... شيخ مفيد، اوائل‌المقالات، ص35
133. وہ لوگ جو اس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ خدا کی طرف سے امام مقرر ہونے ہیں

مآخذ

- ابن‌اثیر، علی بن محمد، اُسد الغابہ فی معرفة الصحابہ، دارالفکر، بیروت، 1409ق/1989ء۔
- ابن‌عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، تحقیق علی محمد البجاوی، بیروت، دارالجیل، 1992م/1412ھ۔

- امیرخانی، علی، «نظریه نص از دیدگاه متکلمان امامی»، امامت‌پژوهی، ش10، 1392هجری شمسی.
- امین، سیدمحسن، اَعیان‌الشیعة، تحقق حسن امین، بیروت، دارالتعارف، 1419ق/1998ء.
- انجمن دین و زندگی عمومی پیو، نقشه جمعیت مسلمانان جهان، ترجمه محمود تقی‌زاده داوری، قم، انتشارات شیعه‌شناسی، چاپ اول، 1393هجری شمسی.
- انصاری، حسن، «امامت (امامت نزد امامیه)»، دایرةالمعارف بزرگ اسلامی، ج10، تهران، مرکز دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، چاپ اول، 1380هجری شمسی.
- ایجی، میرسیدشریف، شرح‌المواقف، تصحیح بدرالدین نعسانی، قم، شریف رضی، چاپ اول، 1325هـ.
- برنجکار، رضا، آشنایی با فرق و مذاهب اسلامی، قم، کتاب طه، چاپ چهارم، 1389هجری شمسی.
- پاکتچی، احمد، «توسل»، دایرةالمعارف بزرگ اسلامی، ج16، تهران، مرکز دائرة المعارف بزرگ اسلامی، چاپ اول، 1387هجری شمسی.
- تقی‌زاده داوری، محمود، گزارشی از آمار جمعیتی شیعیان کشورهای جهان براساس منابع اینترنتی و مکتوب، قم، انتشارات شیعه‌شناسی، چاپ اول، 1390هجری شمسی.
- جبرئیلی، محمدصفر، سیر تطور کلام شیعه، دفتر دوم: از عصر غیبت تا خواجه نصیر طوسی، تهران، انتشارات پژوهشگاه فرهنگ و اندیشه اسلامی، چاپ پنجم، 1396هجری شمسی.
- جعفریان، رسول، اطلس شیعه، تهران، سازمان جغرافیایی نیروهای مسلح، چاپ پنجم، 1391هجری شمسی.
- جعفریان، رسول، تاریخ تشیع در ایران از آغاز تا طلوع دولت صفوی، تهران، نشر علم، چاپ چهارم، 1390هجری شمسی.
- چلونگر، محمدعلی و سیدمسعود شاهمرادی، دولت‌های شیعی در تاریخ، قم، پژوهشگاه علوم و فرهنگ اسلامی، چاپ اول، 1395هجری شمسی.
- حکیمی، محمدرضا، خوشید مغرب، قم، دلیل ما، چاپ بیست و هشتم، 1386هجری شمسی.
- دفتری، فرهاد، «اسماعیلیه»، دایرةالمعارف بزرگ اسلامی، ج8، تهران، مرکز دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، چاپ اول، 1377هجری شمسی.
- دفتری، فرهاد، «بهره»، دانشنامه جهان اسلام، ج4، تهران، بنیاد دایرةالمعارف اسلامی، چاپ اول، 1377هجری شمسی.
- دفتری، فرهاد، تاریخ و سنت‌های اسماعیلیه، ترجمه فریدون بدره‌ای، تهران، فروزان روز، چاپ اول، 1393هجری شمسی.
- ربانی گلپایگانی، علی، درآمدی بر علم کلام، قم، دارالفکر، چاپ اول، 1387هجری شمسی.
- ربانی گلپایگانی، علی، درآمدی به شیعه‌شناسی، قم، مرکز بین‌المللی ترجمه و نشر المصطفی، چاپ چهارم، 1392هجری شمسی.
- رحمتی، محمدکاظم و سیدرضا هاشمی، «زیدیه»، دانشنامه جهان اسلام، ج22، تهران، بنیاد دایرةالمعارف اسلامی، چاپ اول، 1396هجری شمسی.
- سبحانی، جعفر، اضواءٌ علی عقائد الشیعة الامامیه و تاریخهم، تهران، مشعر، 1421هـ.
- سبحانی، جعفر، الالهیات علی هدی الکتاب و السنة و العقل، به‌قلم حسن مکی عاملی، قم، موسسه امام

صادق، چاپ ششم، 1386ش/1426هـ.

- سبحانی، جعفر، «تقیه»، دانشنامه جهان اسلام، ج7، تهران، بنیاد دایرةالمعارف اسلامی، چاپ اول، 1382هجری شمسی.
- سبحانی، جعفر، «توسل»، دانشنامه جهان اسلام، ج8، تهران، بنیاد دایرةالمعارف اسلامی، چاپ اول، 1383هجری شمسی.
- سجادی، صادق، «آل‌ادریس، دایرةالمعارف بزرگ اسلامی، ج1، تهران، مرکز دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، چاپ اول، 1374هجری شمسی.
- سلطانی، مصطفی، تاریخ و عقاید زیدیه، قم، نشر ادیان، چاپ اول، 1390هجری شمسی.
- شهرستانی، محمد بن عبدالکریم، الملل و النحل، تحقیق محمد بن فتح‌الله بدران، قم، الشریف الرضی، 1375هجری شمسی.
- شهید ثانی، زین الدین بن علی، الرعایة، فی علم الدرایة، تحقیق عبدالحسین محمدعلی بقال، قم، مکتبة آیة الله العظمی المرعشی النجفی، 1408هـ.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، الاقتصاد فیما یتعلق بالاعتقاد، بیروت، دارالاضواء، چاپ دوم، 1406ق/1986ء.
- صابری، حسین، تاریخ فرق اسلامی، تهران، سمت، چاپ پنجم، 1384هجری شمسی.
- صدر، سیدمحمدباقر، بحثٌ حول المهدی، تحقیق عبدالجبار شراره، قم، مرکز الغدیر للدراسات الاسلامیه، 1417ق/1996ء.
- طباطبایی، سیدمحمدحسین، المیزان فی تفسیرالقرآن، قم، انتشارات اسلامی، چاپ پنجم، 1417هـ.
- طباطبایی، سیدمحمدحسین، شیعه در اسلام، قم، دفتر انتشارات اسلامی، چاپ شانزدهم، 1383هجری شمسی.
- علامه حلی، کشف‌المراد فی شرح تجرید الاعتقاد، تحقیق و تعلیق حسن حسن‌زاده آملی، قم، مؤسسة النشر الاسلامی، چاپ هفتم، 1417هـ.
- فراهیدی، خلیل بن احمد، العین، تصحیح مهدی مخزومی و ابراهیم سامرائی، قم، نشر هجرت، 1410هـ.
- فیاض، عبدالله، پیدایش و گسترش تشیع، ترجمه سیدجواد خاتمی، سبزوار، انتشارات ابن‌یمین، چاپ اول، 1382هجری شمسی.
- قاسمی ترکی، محمدعلی و جواد کریمی، «جمهوری اسلامی ایران»، دانشنامه جهان اسلام، ج10، تهران، بنیاد دایرةالمعارف اسلامی، چاپ اول، 1385هجری شمسی.
- کاشفی، محمدرضا، کلام شیعه ماهیت، مختصات و منابع، تهران، سازمان انتشارات پژوهشگاه فرهنگ و اندیشه اسلامی، چاپ سوم، 1387هجری شمسی.
- محرمی، غلامحسن، تاریخ تشیع از آغاز تا پایان غیبت صغری، قم، مؤسسه آموزشی و پژوهشی امام خمینی، چاپ دوم، 1382هجری شمسی.
- مشکور، محمدجواد، فرهنگ فرق اسلامی، مشهد، بنیاد پژوهش‌های اسلامی آستان قدس رضوی، چاپ دوم، 1372هجری شمسی.
- مظفر، محمدرضا، اصول‌الفقه، قم، دفتر انتشارات اسلامی، چاپ پنجم، 1430.

- مفید، محمد بن محمد، الافصاح، فی امامة امیرالمؤمنین علیه‌السلام، قم، مؤسسةالبعثه، چاپ اول، 1412هـ.
- مفید، محمد بن محمد، اوائل المقالات فی المذاهب و المختارات، قم، المؤتمر العالمی للشیخ المفید، 1413هـ.
- مفید، محمد بن محمد، تصحیح اعتقادات الامامیه، تحقیق حسین درگاهی، قم، المؤتمر العالمی للشیخ المفید، 1371هجری شمسی.
- مکارم شیرازی، ناصر، دایرةالمعارف فقه مقارن، قم، مدرسه امام علی بن ابی طالب(ع)، چاپ اول، 1427هـ.
- هالم، هاینس، تشیع، ترجمه محمدتقی اکبری، قم، نشر ادیان، چاپ دوم، 1389هجری شمسی.